# افضلیتِ شیخین کریمین

احادیث کی روشنی میں

اقتباس از

## مناقب الخلفاء الراشدین مع عقاءدِ العلماء الربانین


شیخ الحدیث والتفسیر مفتی محمد نذیر احمد سیالوی دامت برکاتھم العالیہ



جامعہ محمدیہ معینیہ فیصل آباد

تو کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ حضرات انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے صرف افضل ہونے کی نفی ہے مساوی اور برابر کی نفی نہیں ہے؟ جب بالیقین مساوی اور افضل دونوں کی نفی مقصود ہے تو حدیث مذکور کی عبارت بھی اسی ترکیب سے ہے اور اس سے مقصود اور منشاء رسالت بھی یہی ہے کہ حضرات انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ماسوا کوئی انسان نہ ہی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہے اور نہ ہی مساوی اور برابر ہے۔ وللہ الحمد

(۴) بالفرض اگر ایسی ہی ترکیب کے ساتھ حضرت علی مرتضٰی رضی اللہ عنہ کے حق میں حدیث مرفوع صحیح وارد ہوتی تو تفضیلیہ بتائیں کہ ان کے نزدیک اس حدیث کا معنی ومفہوم کیا ہوتا؟ کیا افضل اور مساوی دونوں کی نفی مقصود ہوتی یا صرف افضل کی نفی ہوتی؟ جب بالیقین دونوں کی نفی ہوتی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اعتراف حق سے مانع کونسی چیز ہے؟ وللہ الحمد

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وعلیہم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

## حدیث نمبر 2:

"عن ابی سعید الخدری (رضی اللہ تعالٰی عنہ) قال: خطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الناس (الی ان قال) فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من امن الناس علی فی صحبتہ و مالہ ابابکر ولو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلا۔ الحدیث۔

ابن عباس (رضی اللہ تعالٰی عنہما) عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال:لو كنت متخذا من امتي خليلا لا تخذت ابابكر ولكن اخي و صاحبي"

(صحیح البخاری 516/1)

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے لوگوں (صحابہ کرام) کو خطبہ ارشاد فرمایا (تا) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک مجھ پر سب لوگوں سے زیادہ احسان کرنے والے، اپنی صحبت اور اپنے مال میں، ابوبکر ہیں۔ (رضی اللہ عنہ) اور اگر میں اپنے رب کے علاوہ (کسی کو) خلیل بناتا تو ضرور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو بناتا۔الحدیث"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حضور نبی کریم ﷺ سے راوی ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

اگر میں اپنی امت سے (کسی کو) خلیل بناتا تو ضرور ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کو خلیل بناتا، اور لیکن ابوبکر میرا بھائی اور میرا صاحب ہے۔"

حضرت امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

"قد ورد هذا الحديث من رواية ابن عباس وابن الزبير وابن مسعود وجندب بن عبدالله والبراء و كعب بن مالك وجابر بن عبدالله وانس و ابي واقد الليثي و ابي المعلى وعائشة وابي هريرة وابن عمر رضی اللہ عنہم وقد سردت طرقهم في الاحاديث المتواترة"

(تاریخ الخلفاء، ص 53-54)

"یہ حدیث (حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے علاوہ) حضرات عبداللہ بن عباس و عبداللہ بن زبیر و عبداللہ بن مسعود و جندب بن عبداللہ و براء و کعب بن مالک

وجابر بن عبداللہ وانس وابوواقد اللیثی وابو المعلی وام المؤمنین عائشہ وابوہریرہ و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی روایت سے بھی ضرور وارد ہوئی ہے اور میں نے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرق احادیث متواترہ میں نقل کردیے ہیں۔،،

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ حدیث مذکور حدیث متواتر ہے۔

اور حدیث متواتر لفظی ہو یا معنوی، علم قطعی ضروری کا فائدہ دیتی ہے جیسا کہ اس پر علماء اعلام وائمہ کرام کی تصریحات موجود ہیں۔

اور حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس فرمان مقدس میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان ایسی جامعیت کے ساتھ بیان فرمائی ہے کہ اس کے بعد آپ کے افضل الامت ہونے میں کوئی ابہام اور اشتباہ باقی رہا ہی نہیں۔

حدیث مذکور میں اس حقیقت کو بیان فرمایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت میں سے کسی فرد کو اگر اپنا خلیل بنانے کی سعادت عطا فرماتے تو امت مرحومہ میں وہ صرف ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات ہے، جن کے اندر ایسی خوبیاں اور ایسے کمالات ہیں اور ایسی استعداد وصلاحیت اور ایسا عظیم الشان روحانی مرتبہ ومقام اور عند اللہ تعالیٰ ایسی عزت وکرامت اور وجاہت انہیں حاصل ہے جو سب سے بڑھ کر ہے جس کے پیش نظر صرف وہی اس سعادت عظمیٰ سے مشرف فرمائے جانے کے اہل ہیں، جبکہ دین متین کے ادنیٰ خادم پر بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ یہی افضلیت مطلقہ کا مفہوم ہے۔ وللہ الحمد

پوری امت مسلمہ میں سے صرف اور صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو

خلیل بنائے جانے کے اعزاز کے قابل قرار دینا ان کے نسبی شرف کی بنا پر قطعاً نہیں ہوسکتا کیونکہ نسبی شرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے لیے مسلم ہے اور نہ ہی اس طرح کی دوسری صفات کی وجہ سے ہوسکتا ہے۔ تو لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ انہیں اس اعزاز کا اہل اس وجہ سے قرار دیا گیا ہے کہ ان کی ذات اقدس میں ایسے اوصاف وکمالات پائے جاتے ہیں جن کے سبب ان کا مرتبہ ومقام بارگاہ خداوندی میں امت مسلمہ میں سب سے ارفع واعلیٰ ہے۔ تو اس کی بنا پر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیل بننے کے اہل تھے۔ وللہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ

## فائدہ عظیمہ:

جب اس حدیث متواتر سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا افضل الامت ہونا ثابت ہے اور حدیث متواتر علم قطعی ضروری کی مفید ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت قطعی ہے۔

اسی طرح افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر احادیث مبارکہ متواترۃ المعنی ہیں وہ بھی من حیث المجموع علم قطعی کی مفید ہیں۔

نیز افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر اجماع امت ہے اور علامہ ابن حجر مکی قدس سرہ العزیز نے تصریح کی ہے کہ اکثر علماء اعلام اور ائمہ کرام کے نزدیک اجماع مطلقاً علم قطعی کا مفید ہے۔ ان حقائق سے خوب واضح ہوا کہ افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کا قطعی ہونا متعدد دلائل سے ثابت ہے۔

## ضروری تنبیہ:

افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر اجماع امت ہے یہ ایک نا قابل تردید حقیقت ہے۔اس لیے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اس پر اجماع ہے اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مابین مسئلہ افضلیت مطلقہ کے اختلافی ہونے کا دعویٰ محض بے اصل اور سراسر باطل ہے۔اور اجماع صحابہ کرام کے خلاف مبتدعہ کا اس مسئلہ میں دوسری رائے قائم کرنا بذات خود ایک سنگین غلطی ہے نہ یہ کہ مبتدعہ کے اختلاف کی وجہ سے اجماعی مسئلہ کو اختلافی قرار دیدیا جائے گا۔جبکہ بحمد اللہ تعالیٰ حضرات صحابہ کرام کے بعد تابعین عظام اور باقی تمام اہل سنت کا بھی اس پر اجماع ہے اور یہ بات دین متین کے ادنیٰ خادم پر بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ اجماع اُمت سے مراد اہل حق کا اجماع ہے۔والحمد للہ رب العالمین۔

## حدیث نمبر 3:

اخرج الشیخان عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ قال: مرض النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فاشتد مرضہ فقال مروا ابابکر فلیصل بالناس الحدیث۔“ (تاریخ الخلفاء، ص 62-63)

حضرت امام بخاری وحضرت امام مسلم رحمہما اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت شریفہ زیادہ ناساز ہوئی تو آپ نے فرمایا:

ابوبکر کو (میری طرف سے) امر کرو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

حضرت امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ھذا الحدیث متواتر وورد ایضا من حدیث عائشۃ وابن مسعود وابن

عباس وابن عمر وعبدالله بن زمعة وابی سعید وعلی بن ابی طالب و حفصة رضی الله عنها و قد سقت طرقهم فی الاحادیث المتواترة (الی ان قال) و فی حدیث ابن زمعة رضی الله عنه۔ ان النبی علیه الصلوٰة والسلام امرهم بالصلاة و کان ابوبکر غائبا فتقدم عمر فصلی فقال صلی الله علیه وسلم: لا، لا، لا، یأبی الله والمسلمون الا ابابکر۔ یصلی بالناس ابوبکر (الی ان قال) قال العلماء: فی هذا الحدیث اوضح دلالة علی ان الصدیق افضل الصحابة علی الاطلاق واحقهم بالخلافة واولاهم بالامامة۔" (تاریخ الخلفاء، ص 63)

"یہ حدیث متواتر ہے (حضرت ابوموسیٰ اشعری کے علاوہ) حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرات عبداللہ بن مسعود وعبداللہ بن عباس وعبداللہ بن عمرو عبداللہ بن زمعہ وابوسعید خدری وعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور حضرت ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ ان صحابہ کرام کے طرق میں نے احادیث متواترہ میں نقل کر دیئے ہیں (ت) اور حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرات صحابہ کرام کو نماز کا امر فرمایا، اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر نہ تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ (امامت کرانے کے لیے) آگے بڑھے اور نماز پڑھائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا، لا، لا یعنی ابوبکر کے سوا کوئی دوسرا امامت نہ کرائے۔ تین بار یہی فرمایا (اور فرمایا) اللہ تعالیٰ اور مسلمان سوائے ابوبکر کے (کسی دوسرے صحابی کا میری موجودگی میں میری نیابت کے طور پر امامت کرانا) قبول نہیں کرتے، ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائیں (ت)

علماء نے فرمایا: اس حدیث میں واضح ترین دلالت ہے اس امر پر کہ بلاشبہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الصحابہ علی الاطلاق ہیں اور ان میں زیادہ حق دار ہیں خلافت کے اور اَولیٰ وموزوں ترین ہیں (رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت وخلافت میں) امامت کے لیے۔(تاریخ الخلفاء)

بحمد اللہ تعالیٰ یہ حدیث متواتر بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے افضل الصحابۃ اور افضل البشر بعد الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہونے کی روشن دلیل ہے۔کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت تمام امتوں سے افضل ہے۔اور حضور کی امت میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین افضل ہیں تو لامحالہ جو افضل الصحابۃ ہے وہی افضل الامت اور افضل البشر بعد الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا افضل الصحابہ ہونا اس حدیث مبارک سے روز روشن کی طرح واضح ہے اس لیے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نماز جیسے رکن اسلام میں اپنی نیابت کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتخاب فرمانا اور کسی بھی دوسرے صحابی کو اس منصب عالی کے لیے قبول ہی نہ کرنا، اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ روحانی مرتبہ ومقام اور عند اللہ تعالیٰ عزت وکرامت میں جماعتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں کسی کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہونا تو در کنار ان کے برابر بھی کوئی نہیں ہے۔

اور یہ انتخاب صرف حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتی رائے سے نہیں تھا بلکہ امر الٰہی سے تھا جیسا کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

''لست انا اقدمه ولكن الله يقدمه''

''ابوبکر صدیق کو میں نہیں مقدم کر رہا بلکہ اللہ تعالیٰ ان کو (سب صحابہ میں

سے) مقدم فرما رہا ہے۔،،

اور حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت سے بخوبی آگاہ تھے اس لیے وہ بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت کے لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی بھی دوسرے صحابی کو قبول کرنے کے لیے تیار نہ تھے۔ جیسا کہ فرمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یابی اللہ والمسلمون الا ابابکر. سے خوب واضح ہے۔

اور بامر الٰہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس انتخاب سے خلافت بلافصل کے لیے ان کا سب سے زیادہ حق دار ہونا بھی خوب واضح ہے جیسا کہ اکابر صحابہ کرام جن میں حضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما جیسی شخصیات شامل ہیں، نے خلافت بلافصل کے لیے ان کے زیادتِ استحقاق پر اس نیابت سے بھی استدلال کیا ہے اور حضرت علی مرتضیٰ وحضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خلافت بلافصل کے لیے سب سے زیادہ مستحق ہونے کی علت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت بتائی ہے اور اس میں حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امر سے آپ کی نیابت میں نماز میں امامت کرانے کا حوالہ بھی دیا ہے جیسا کہ موسیٰ بن عقبہ نے ''مغازی'' میں اور امام حاکم نے افادۂ تصحیح کے ساتھ روایت کیا ہے:

کہ حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

وانا نری ابابکر احق الناس بها انه لصاحب الغار وانا لنعرف شرفه وخیره ولقد امره رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم بالصلاة بالناس وهو حی،، (تاریخ الخلفاء، ص 70)

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے خلافت بلافصل کا زیادہ حق دار ہونا ہم یقینی طور پر جانتے ہیں (اس لیے کہ) بے شک وہ صاحب الغار ہیں اور بیشک ہم ان کے شرف و بزرگی اور فضیلت کو ضرور پہچانتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دنیوی حیات مبارکہ میں نماز میں لوگوں کی امامت کرانے کا انہیں ضرور امر فرمایا ہے۔ (تاریخ الخلفاء)

فائدہ عظیمہ:

مسجد نبوی شریف میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے عظیم الشان اجتماع میں حضرت علی مرتضیٰ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کا اس حقیقت کا اعتراف اور اظہار و اعلان فرمانا: "وانا نری ابابکر احق الناس بہا"۔

حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کا تمام صحابہ کرام میں سے زیادہ حق دار خلافت ہونا ہم یقینی طور پر جانتے ہیں۔

پھر اس کی علت یہ بیان کرنا، انہ لصاحب الغار۔ تا آخر، اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت اور ان کا زیادت استحقاق خلافت بلافصل دونوں امر قطعی اور یقینی تھے اسی لیے تو ان نفوس قدسیہ نے متعدد بار حرف تحقیق اور حرف تاکید کو ذکر کیا ہے۔

(اصل عبارت دوبارہ ملاحظہ کرلیں)

حتیٰ کہ صحیح مسلم کی حدیث مرفوع میں صراحت ہے:

"و یابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر۔"

"کہ خلافت بلافصل کے منصب عالی کے لیے اللہ تعالیٰ اور تمام مؤمنین

ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے سوا کسی دوسرے شخص کو قبول نہیں کریں گے۔"

اور حضرت امام احمد بن حنبل و دیگر ائمہ اعلام رحمہم اللہ تعالیٰ نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری ایام میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت بلافصل کے لیے تحریر کرانے کا ارادہ فرمایا اور تحریر لکھنے کے لیے حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو بلانے کا حکم دیا تاکہ خلافت کے معاملہ میں کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اختلاف نہ کرے لیکن پھر ارادہ ملتوی فرمادیا اور فرمایا:

"دعیه معاذ اللہ ان یختلف المؤمنون فی ابی بکر"

"اسے چھوڑیئے، اللہ کی پناہ کہ مؤمنین ابوبکر (رضی اللہ عنہ کی خلافت) کے بارے میں اختلاف کریں۔" (تاریخ الخلفاء، ص 62)

## ضروری تنبیہ نمبر 1:

ان احادیث مبارکہ سے یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ خلافت بلافصل کے لیے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تقرر اور تعین درحقیقت اللہ تعالیٰ کا انتخاب ہے اس نے اپنے خاص فضل و کرم سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ایسی عظمتوں اور شرافتوں سے نوازا کہ امت مرحومہ میں کسی کو ان کے برابر بھی نہیں نوازا چہ جائیکہ ان سے کوئی افضل ہو، پھر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ان کے مرتبہ و مقام سے پوری طرح آگاہ فرمادیا تاکہ وہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت بلافصل کے لیے کسی کو قبول کرنے کے لیے تیار ہی نہ ہوں۔

تو یہ انتخاب اگرچہ بظاہر اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی رائے سے

ہوا لیکن درحقیقت اللہ تعالیٰ کا فیصلہ تھا۔

جیسا کہ و یابی اللہ والمؤمنون الا ابابکر۔(صحیح مسلم) میں اس حقیقت کو بیان فرمایا گیا ہے۔

اس سے واضح ہوا کہ ڈاکٹر طاہر القادری صاحب کا السیف الجلی نامی رسالہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو عوامی چناؤ کا مرہون منت اور ثمرہ قرار دینا سراسر باطل اور مردود ہے۔ اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو خلافت ظاہری قرار دینا اور اس کا دائرہ فرش تک محدود بتانا اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کو خلافت باطنی اور روحانی اور محض وہبی امر قرار دینا اور اس کا دائرہ عرش تک بتانا اور خلافت ظاہری کو دین اسلام کا سیاسی منصب اور خلافت باطنی کو خالصتاً روحانی منصب قرار دے کر حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کو اسلام کے سیاسی منصب پر فائز اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خالصتاً روحانی منصب پر فائز بتا کر بزعم خود متعدد وجوہ سے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت کی خلافتِ خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم پر فضیلت اور برتری ثابت کرنے کی جو سعی نامشکور کی ہے یہ خلافتِ نبوت کی حقیقت سے بے خبری کا نتیجہ اور سنیت سے سراسر انحراف اور ابتداع ہوئی ہے اور یہ "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کی تشریح نہیں ہے بلکہ تحریف معنوی ہے اس لیے کہ قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف محض خطیبانہ لسانی اور تحکم اور سینہ زوری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے تخیلات باطلہ کو پیش کیا گیا ہے اور اس بات کی پرواہ بھی نہیں کی گئی کہ اس نظریہ میں حضرت امیر المؤمنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی تکذیب کر رہا ہوں۔ اس لیے کہ آپ کے نزدیک بھی افضلیتِ شیخین کریمین سیدنا ابوبکر صدیق وسیدنا فاروق

اعظم رضی اللہ عنہا قطعی ہے اور شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو فضیلت دینا خود حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اتنا بڑا جرم ہے کہ آپ نے ایسے شخص کے بارے میں اسی 80 کوڑے سزا کا اعلان فرمایا ہے۔

اس لیے ڈاکٹر صاحب سے ہمدردانہ گزارش ہے کہ موت اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جوابدہی کو پیش نظر رکھیں۔ اس مسئلہ میں اور دوسرے جن مسائل میں حق سے انحراف کیا ہے، اخلاص اور للّٰہیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان سے رجوع کر کے حق قبول کرنے کا اعلان کریں۔

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم۔

## ضروری تنبیہ نمبر 2:

ان احادیث مبارکہ سے دوسری یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا اجماع اور اتفاق ہے اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں اختلاف اور کسی صحابی کا آپ کی خلافت کو قبول نہ کرنا اور آپ کو خلیفہ نہ ماننا شرعاً ناممکن اور محال ہے۔

اس لیے کہ ایک روشن عقیدہ انسان کے لیے تو ارشاد نبوی:

''دعیه. معاذ اللہ ان یختلف المؤمنون فی ابی بکر۔''

''خلافت کی تحریر کو چھوڑیئے، اللہ کی پناہ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مؤمنین اختلاف کریں۔''

یہی کافی ووافی کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان حضرت صدیق

اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔

لیکن اس کے بعد بھی اگر کوئی شخص تذبذب واضطراب میں ہے تو دوسرا ارشادنبوی: ویأبی اللہ والمؤمنون الاابابکر ۔(صحیح مسلم)

یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت بلافصل کے لیے اللہ تعالیٰ اور مؤمنین (تمام صحابہ کرام) ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے سوا کسی کو قبول نہیں کریں گے۔

اس حدیث صحیح میں ''المؤمنون'' سے حضرات صحابہ کرام مراد ہونا قطعی اور یقینی امر ہے۔

اور حدیث مذکور وحی الٰہی کے ذریعے ایک حقیقت کی غیبی خبر ہے اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس خبر کا خلاف واقع ہونا ناممکن ہے (اور اس خبر کا بذریعہ وحی ہونا نفس خبر ہی سے واضح ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا محض اپنے گمان سے اللہ تعالیٰ کی ذات پر حکم لگانا، ''ویأبی اللہ'' شرعاً ناممکن ہے اور المؤمنون اسم جلالت پر معطوف ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ حضرات انصار نے خلافت کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات ''الائمۃ من قریش'' وغیرہ یاد نہ ہونے یا معلوم نہ ہونے کے سبب حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے کا ارادہ کیا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ بھی اس منصب کو قبول کرنے کے لیے تیار تھے لیکن جب وہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات سے آگاہ ہوگئے اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو بھی حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مقدس یاد آگیا تو اپنے موقف سے رجوع کرلیا اور بالآخر خلیفہ کی نامزدگی اور تقرر وتعین کے وقت جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام آیا تو وہی حضرات انصار رضی اللہ عنہم کہنے لگے:

"نعوذ باللہ ان نتقدم ابابکر"

"ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے آگے بڑھیں۔"

اور اسی حقیقت کا بیان حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما نے کیا ہے:

"و انا نری ابابکر احق الناس بھا انہ لصاحب الغار و انا لنعرف شرفہ وخیرہ ولقد امرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالصلوٰۃ بالناس وھو حی" (اس عبارت کا ترجمہ قریب ہی گزر چکا ہے)

اس سے واضح ہوا کہ حدیث مذکور کا پہلا حصہ:

"فانی اخاف ان یتمنی متمن ویقول قائل: انا اولی" (صحیح مسلم)

"اس لیے کہ بیشک میں اندیشہ کرتا ہوں کہ کوئی تمنا اور آرزو کرنے والا آرزو کرے اور کوئی کہنے والا کہے: میں اولیٰ اور زیادہ مناسب ہوں (امر خلافت کے لیے)"۔

یہ تمنا اور آرزو خلافت کے معاملہ میں شریعت کے قانون سے بے خبری یا توجہ ہٹ جانے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام بطور خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کئے جانے سے پہلے پر محمول ہے جیسا کہ حقائق و واقعات نے بھی اس کی تصدیق کردی ہے، ورنہ حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی دوسرے صحابی کا منتخب ہوجانا یا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے منتخب ہوجانے کے بعد کسی صحابیٔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انہیں خلیفہ تسلیم نہ کرنا، حدیث صحیح "و یأبی اللہ و المؤمنون الا ابابکر" کے خلاف ہونے کی وجہ سے بعینہٖ اسی طرح شرعاً ناممکن و محال ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کسی دوسرے شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ بلافصل کے طور پر قبول کرنا ناممکن اور محال ہے۔ وللہ الحمد

اور یہی وجہ ہے سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرات انصار کے اقدام کی وجہ سے پریشانی کے باعث اور امکانی فتنہ کے اندیشہ کے پیش نظر خلیفہ کی تقرری کا معاملہ فوری طور پر مکمل کرنے کے لیے عجلت میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوعبیدۃ بن الجراح امین الامۃ رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

"ابسط یدك لابایعك. انك امین هذه الامة علی لسان النبی صلی الله علیه وسلم۔"

اپنا ہاتھ پھیلایئے تاکہ میں آپ کی بیعت کرلوں، بیشک آپ اس امت کے امین ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر (جاری ہونے والے آپ کے ارشاد مقدس کے مطابق)۔"

تو حضرت ابوعبیدۃ رضی اللہ عنہ نے جواب میں فرمایا:

"ما رأیت لك فهة قبلها منذ اسلمت اتبایعنی و فیکم الصدیق و ثانی اثنین؟" (اخرجه ابن سعد عن ابراهیم التیمی) (تاریخ الخلفاء، ص 70)

"جب سے آپ نے اسلام قبول کیا ہے اس بات سے پہلے میں نے آپ کی رائے میں ضعف اور کمزوری نہیں دیکھی (آپ کی رائے میں ہمیشہ قوت ہی دیکھی ہے بجز اس رائے کے) کیا آپ میری بیعت کرتے ہیں حالانکہ تم میں صدیق اور ثانی اثنین موجود ہیں؟"

فقیر راقم الحروف کہتا ہے کہ اگر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ وہاں موجود ہوتے اور کوئی صحابی ان کی بیعت کرنی چاہتا تو ان کا بھی وہی جواب ہوتا جو امین الامت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا تھا۔

بحمد اللہ تعالیٰ اس حدیث سے جہاں یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تقرر اور تعین سے پہلے کسی بھی صحابی کو خلیفہ بنانے کی بات کی گئی ہے تو وہ حالات کے نازک ترین ہونے کی وجہ سے، پریشانی کے باعث، توجہ ہٹ جانے سے یا خلافت کے بارے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات مستحضر اور یاد نہ ہونے یا معلوم نہ ہونے کی وجہ سے تھی۔

تنبیہ اور توجہ کے بعد حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سوا کسی بھی دوسرے صحابی کو خلیفہ منتخب کرنا اور اس کی بیعت کرنا تو درکنار خلیفہ بننے اور بیعت لینے کے لیے بھی کوئی آمادہ نہ ہوتا۔ اور جس کی توجہ نہیں ہٹی تھی اس نے پہلے ہی خلیفہ بننے سے انکار کر دیا جیسا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ۔ حتیٰ کہ حضرات مہاجرین و انصار اکابر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کوئی بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سوا کسی بھی دوسرے صحابی کو خلیفہ ماننے کے لیے تیار نہیں تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان مقدس، ویأبی اللہ والمؤمنون الا ابابکر، کی تصدیق کا منظر ہر طرف دیکھا جا رہا تھا اور سب صحابہ کرام کا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع اور اتفاق ہو گیا اور ایسا ہونا ہی ضروری تھا کیونکہ کسی اور کا خلیفہ بلافصل ہونا اللہ تعالیٰ نے قبول ہی نہیں کیا۔ وللہ الحمد

دوسری یہ حقیقت بھی واضح ہوگئی کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا سب سے زیادہ مستحق خلافت ہونا اس وجہ سے تھا کہ آپ سب سے افضل تھے کیونکہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے استحقاق خلافت کی علت ان کی افضلیت ہی بیان کی ہے جیسا کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اتبایعنی وفیکم الصدیق وثانی اثنین۔

اور حضرت علی مرتضیٰ و حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کا فرمان بھی قریب ہی آپ ملاحظہ کر چکے ہیں اور حضرات انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین کا قول بھی آپ ملاحظہ کر چکے ہیں اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی بوقت بیعت آپ سے یہی کہا تھا۔

بل نبایعک انت فانت سیدنا و خیرنا و احبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم -" (صحیح البخاری 1/518)

" بلکہ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں اس لیے کہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہم سب سے افضل ہیں اور ہم سب سے زیادہ پیارے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔"

اور حضرات انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے فرمایا تھا:

یا معشر الانصار .الستم تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قد امر ابابکر ان یؤم الناس ؟"

"اے گروہ انصار! کیا تم نہیں جانتے کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) کو ضرور امر فرمایا ہے لوگوں کی امامت کرنے کا؟"

"فایکم تطیب نفسہ ان یتقدم ابابکر -"

"تم میں سے کون ہے جس کا نفس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آگے بڑھنے کے ساتھ خوش ہوتا ہے؟"، اور ان کا جواب: "نعوذ باللہ ان نتقدم ابابکر"

ان احادیث مرفوعہ و آثار صحابہ کرام سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ شاہ عبدالقادر صاحب کا افضلیت اور خلافتِ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر اجماع صحابہ کرام ہونے کا انکار کرنا اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ پر تھوپنا کہ انہوں نے شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو افضل ماننا تو بجائے خود خلیفہ بھی نہیں مانا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ پر صریح بہتان اور سراسر

باطل ومردود ہے۔اور بالخصوص سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع صحابہ کرام کا انکار کرنا، محال شرعی کا صرف امکان ہی نہیں بلکہ واقع ہونے کا دعویٰ کرنا ہے جو بلا شبہ سراسر گمراہی ہے جیسا کہ اہل علم حضرات پر ہرگز پوشیدہ نہیں ہے۔

حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی خلافت کی حقانیت قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے تو اس کا انکار کسی صحابی سے کیونکر متصور ہو سکتا ہے؟

جبکہ کوئی امر موجب اشتباہ بھی نہیں تھا اس لیے شاہ عبدالقادر صاحب سے بھی ہمدردانہ گزارش ہے کہ قرآن وحدیث واجماع صحابہ کرام کے خلاف نظریات کی تبلیغ کر کے عوام اہل سنت کو سنیت سے نہ نکالیں اور خود بھی قبول حق کا اعلان کر کے اخلاص اور للّٰہیت کا ثبوت پیش کریں کیونکہ اس میں فلاح دارین ہے

## حدیث نمبر 4:

"عن عائشة (رضی اللہ عنہا) قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

لا ینبغی لقوم فیھم ابوبکر ان یؤمھم غیرہ"(رواہ الترمذی ،مشکوٰۃ ،ص555)

حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لائق اور مناسب نہیں ہے کسی قوم کے لیے جس میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) موجود ہوں کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے علاوہ کوئی دوسرا شخص اُن کی امامت کرائے۔(ترمذی)

یہ حدیث شریف بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے افضل الصحابہ ہونے کی

روشن دلیل ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے بلا استثناء، کسی بھی قوم اور لوگوں کی جماعت جن میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ موجود ہوں ان کی امامت کرانے کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا دوسرے کسی بھی شخص کو پسند نہیں کیا تو اس کی وجہ دین متین کے ادنیٰ خادم پر بھی پوشیدہ نہیں ہے کہ جس قوم اور جماعت میں بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود ہوں تو ان سب لوگوں میں چونکہ افضل وہی ہیں کیونکہ وہ افضل الصحابۃ ہیں لہذا ان کی موجودگی میں دوسرا کوئی شخص امامت نہ کرائے۔ وللہ الحمد

اور ائمہ کرام وشارحین حدیث نے اس حدیث کے تحت اس بات کی بھی تصریح کی ہے کہ یہ حدیث اس امر پر بھی واضح دلیل ہے کہ خلافت بلافصل کے سب سے زیادہ حق دار حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں کیونکہ وہ افضل الصحابۃ ہیں اور افضل کی موجودگی میں مفضول (کم فضیلت والے) کو خلیفہ بنانا قطعی طور پر غیر مناسب ہے۔

والحمد للہ رب العالمین۔

## حدیث نمبر:5

"عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم (الى ان قال) اما انك يا ابابكر اول من يدخل الجنة من امتى"، (فضائل الصحابۃ 1/273)

"قال الحاكم: هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه۔
(المستدرك، 288/3)

"وافقه الذهبى فى التلخيص على شرط البخارى ومسلم۔"

"آگاہ رہو اے ابوبکر! بیشک تم پہلے شخص ہو جو میری امت سے جنت میں داخل ہو گے۔"

یہ حدیث صحیح بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے افضل الامت ہونے کی روشن دلیل ہے اس لیے کہ تمام اُمت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سے پہلے آپ کا جنت میں داخل ہونا صرف اس وجہ سے ہے کہ آپ افضل الامت علی الاطلاق ہیں۔

نمبر1: اس لیے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَنْ كَانَ تَقِيًّا (مریم 63:19)

یہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں سے اسے کریں گے جو متقی ہو۔"

جب متقی لوگ جنت کے وارث بنائے جائیں گے تو حضرات انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد سب سے پہلے جنت میں وہ شخص داخل کیا جانا چاہیے جو تقویٰ میں سب سے اعلیٰ وارفع واکمل ہو اور وہ بموجب ارشاد باری تعالیٰ "وسیجنبہا الاتقی" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اور جو تقویٰ میں سب سے ارفع واعلیٰ ہے وہی اکرم عند اللہ تعالیٰ اور افضل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ ۔ (الحجرات 13:49)

جب بعد الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سب سے پہلے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جنت میں داخل ہونا حدیث مرفوع صحیح سے ثابت ہے تو یہ اس امر کا اظہار اور بیان ہے کہ آپ ہی اکرم عند اللہ اور افضل البشر بعد الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

تنبیہ:

حضور نبی کریم ﷺ کی اُمت تمام امتوں سے افضل ہے اور دوسری تمام امتوں سے پہلے جنت میں داخل ہوگی تو جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس امت میں سے سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے تو بلاشبہ بعد الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام سب سے پہلے داخل ہوئے۔

نمبر 2: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ۔ (الحدید 57:10)

جب اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ کرام سے جنت کا وعدہ فرمایا ہے،

اور اس سے متصل پہلے فرمایا ہے:

"لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ۭ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۔ (الحدید 57:10)

جب فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کرنے اور قتال و جہاد کرنے والے سب صحابہ کرام کا درجہ بعد والوں کی نسبت بہت عظیم ہے تو اس جماعتِ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (جو درجہ کے اعتبار سے اعظم ہیں) میں سے جس کا درجہ سب سے اعظم اور ارفع و اعلیٰ ہے، وہی جنت میں سب سے پہلے داخل کیا جانا چاہیے کیونکہ یہ تو اللہ تعالیٰ کی شان عدل بلکہ شان فضل کے بھی غیر مناسب ہے کہ جس کا درجہ سب سے ارفع و اعلیٰ ہے اسے بعد میں جنت میں داخل کیا جائے اور کم درجہ والے کو پہلے۔

جب حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جنت میں سب سے پہلے داخل ہونا حضور نبی کریم ﷺ کی زبان پاک سے ثابت ہو چکا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے

کہ آپ ہی کا درجہ سب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے اعظم اور ارفع واعلیٰ ہے اور آپ ہی افضل الصحابۃ وافضل الامت ہیں۔ وللہ الحمد فی الأولی والآخرۃ۔

## حدیث نمبر 6:

عن علی (رضی اللہ تعالی عنہ) قال: کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل ابوبکر و عمر فقال: یا علی ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ و شبابھا بعد النبیین والمرسلین۔(فضائل الصحابۃ 195/1) اسنادہ حسن۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ العزیز نے فرمایا:

واخرج الترمذی وغیرہ عن انس قال: قال رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام لابی بکر و عمر: ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین. واخرج مثلہ عن علی.

وفی الباب عن ابن عباس و ابن عمر و ابی سعید الخدری و جابر بن عبد اللہ،، (تاریخ الخلفاء، ص 47-46)

''یہ حدیث مرفوع صحیح صرف خبر واحد ہی نہیں ہے بلکہ حدیث مشہور ہے جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی طرق کثیرہ سے مروی ہے جن میں اسناد صحیح و حسن بھی ہے جبکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت انس بن مالک، حضرت ابوسعید خدری اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم بھی اس حدیث مبارک کے راوی ہیں۔،، وللہ الحمد

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا: یہ دونوں، اولین و آخرین جنتی مشائخ، ور بزرگوں کے سردار ہیں ماسوائے نبیین اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے۔

(ترمذی وغیرہ)

حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے آپ نے فرمایا:

میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سامنے آئے تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے علی! یہ دونوں، نبیین اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام جنتی بزرگوں اور جوانوں کے سردار ہیں۔ (فضائل الصحابۃ وغیرہ)

یہ حدیث مشہور حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی افضلیت کی روشن دلیل ہے اس لیے کہ حضرات انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد جب تمام جنتی بزرگوں اور جوانوں کے سردار حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور یہ اعزاز انہیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نسبی قرابت کی وجہ سے تبعاً حاصل نہیں ہے کیونکہ یہ دونوں نفوس قدسیہ تو ہاشمی بھی نہیں ہیں۔ اگر نسبی قرابت کی وجہ سے تبعاً سیادت ہوتی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا محترم حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو یہ اعزاز حاصل ہوتا یا پھر آپ کے چچازاد حضرت علی مرتضیٰ و حضرت جعفر و حضرت عقیل حضرت فضل بن عباس حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہم رضی اللہ عنہم کو یہ اعزاز حاصل ہوتا یا پھر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادوں کو حاصل ہوتا، یا آپ کے نواسوں کو یہ اعزاز حاصل ہوتا نیز نسبی قرابت کی وجہ سے تبعاً سیادت کا اعزاز افضلیت مطلقہ کی دلیل نہیں ہے کیونکہ ایسی سیادت کی علت موجبہ افضلیت نہیں ہے بلکہ جس ذات عالی سے نسبی قرابت ہے

اس کا اکرام ایسی سیادت کا باعث اور سبب ہے جیسا کہ حدیث شریف میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو جنتی جوانوں کا سردار قرار دیا گیا ہے جبکہ قرآن کریم کی آیت محکمہ:

"لَايَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا۔ (الحدید 57:10)

اس امر پر قطعی الدلالت ہے کہ فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کرنے اور قتال و جہاد کرنے والے حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم بعد والے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل واعلیٰ ہیں۔ نیز نسبی قرابت کے شرف کی وجہ سے تبعاً سیادت پانے والے نفوس قدسیہ (حسنین کریمین رضی اللہ عنہما) پر بھی شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو سیادت عطا کی گئی ہے جیسا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی روایت میں صراحت ہے کہ حضرات انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ماسوا تمام جنتی بزرگوں اور جوانوں کے سردار حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما ہیں۔

اور جن روایات میں شباب کا لفظ نہیں ہے نتیجہ اور مآل ان کا بھی یہی ہے کیونکہ یہ حقیقت ہر عقل سلیم رکھنے والے شخص پر واضح ہے کہ جو نفوس قدسیہ ماسوائے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تمام جنتی بزرگوں اور مشائخ کے سردار ہیں وہ بلاشبہ جنتی جوانوں کے بھی سردار ہیں۔

تو ان حقائق واقعیہ سے ثابت ہوا کہ بعد الانبیاء والمرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام جنتی بزرگوں اور جوانوں پر حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی سیادت اور سرداری ان کی افضلیت کی بنا پر ہے۔ پس نتیجہ واضح ہوا کہ حضرات شیخین

کریمین رضی اللہ عنہما

ماسوائے حضرات انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سب اولین و آخرین سے افضل ہیں۔ وللہ الحمد فی الاولی والآخرۃ۔

نوٹ:

جب احادیث مذکورہ سے افضلیت مطلقہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لیے ثابت ہے تو لامحالہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ افضل الامت اور افضل البشر ہیں۔ وللہ الحمد

## حدیث نمبر 6 کے بارے میں ضروری وضاحت:

فقیر راقم الحروف نے حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کی روایت سے حدیث مبارک درج کردی تھی اور حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ سے بعض دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی روایت سے اس حدیث شریف کے مروی ہونے کا حوالہ دیدیا۔ تو بعد میں معلوم ہوا کہ تفضیلیہ کہتے ہیں حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے حق میں ایسی کوئی حدیث ثابت نہیں ہے۔

تو فقیر نے مناسب سمجھا کہ حدیث مذکور کے چند طرق مزید لکھ دیئے جائیں ممکن ہے کہ کسی کو قبول حق کی توفیق نصیب ہوجائے اور اس وسوسہ کا ازالہ بھی ہوجائے ورنہ افضلیتِ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما تو مثل آفتاب ظاہر ہے جسے کوئی چھپا نہیں سکتا۔ منکرین کی یہ غلط فہمی ہے کہ وہ اسے چھپانے میں شاید کامیاب ہوجائیں گے۔

حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی افضلیت کا بیان جب ارشادات نبویہ میں انوکھی شان سے فرمایا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ عظمت عطا فرمائی ہے تو اسے گھٹانے یا مٹانے والے خود ہی مٹ جائیں گے اور رہتی دنیا تک ان کی علمی خیانتوں کے چرچے ہوتے رہیں گے، واللہ تعالیٰ ورسولہ اعلم یہود والا وصف ان لوگوں میں کیوں آ گیا اور حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی سچی عظمت کو تسلیم کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ کی تصدیق کرنے اور بشمول حضرت علی مرتضیٰ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا نظریہ اور عقیدہ اختیار کرنے اور اسی پر تازندگی قائم رہنے میں انہیں کیا خسارہ ہو رہا ہے؟ جس سے بچنے کے لیے محض جھوٹ بول کر عوام اہل سنت کو شیعہ اور رافضی بنانے کی مہم چلا رکھی ہے۔اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم

## مفہوم حدیث شریف:

حضرات انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام جنتی مشائخ اور جوانوں کے سردار حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں جان نثار حضرت ابوبکر صدیق وحضرت عمر بن الخطاب فاروق اعظم رضی اللہ عنہما ہیں۔

حدیث مبارک ملاحظہ فرمائیں اور ایمان تازہ کریں۔وباللہ التوفیق:

(1) "حدثنا یحیی قثنا محمد بن عمرو بن سلیمان،نا ھشیم قال:انا مالك بن مغول عن الشعبی،وابو اسحاق الکوفی عن الشعبی عن علی قال: اقبل ابوبکر وعمر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکل واحد منھما اخذ بید صاحبه.قال:فلما راھما قال:ھذان سیدا کھول اھل الجنة من الاولین والآخرین الا النبیین و

المرسلین لاتخبرھما یاعلی۔،،

حدیث نمبر 709 (فضائل الصحابۃ 541/1) اسنادہ صحیح

''حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آرہے تھے اور ہر ایک نے اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں حضرات کو دیکھا تو فرمایا: یہ دونوں اولین وآخرین تمام جنتی مشائخ اور بزرگوں کے سردار ہیں سوا حضرات نبیین اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے، اے علی ان کو خبر نہ دینا۔،،

اس حدیث مبارک کو جلیل القدر تابعی حضرت عامر شعبی نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

(2) ''حدثنا عبداللہ قال: حدثنی وھب بن بقیۃ الواسطی قثنا عمر بن یونس الیمامی عن الحسن بن زیدبن حسن قال:حدثنی ابی عن ابیہ عن علی قال: کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقبل ابوبکر وعمر فقال: یا علی ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ وشبابھا بعدالنبیین والمرسلین۔،،

حدیث نمبر 141 (فضائل الصحابۃ 1/ 194-195) اسنادہ حسن

اس حدیث مبارک کے چار راوی اہل بیت اطہار سے ہیں:

نمبر 1 حضرت حسن بن زید — نمبر 2 حضرت زید بن حسن مجتبیٰ

نمبر 3 حضرت حسن مجتبیٰ بن علی بن ابی طالب — نمبر 4 حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم۔

اور اسی فائدہ کے بیان کے لیے فقیر نے اسے مکمل سند سمیت لکھا ہے۔

''حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اپنے والد کریم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سامنے آئے۔ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی یہ دونوں (حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) حضرات نبیین اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام جنتی مشائخ اور بزرگوں اور جوانوں کے سردار ہیں۔''

**فائدہ عظیمہ:**

حضرت سیدنا حسن مجتبیٰ بن سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما اس حدیث مرفوع صحیح کے راوی ہیں اور وہ بھی کسی دوسرے صحابی محترم سے نہیں بلکہ اپنے والد کریم حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے اور یہ حدیث مشہور ہے جیسا کہ عنقریب واضح ہو جائے گا اور یہ حدیث ماسوائے انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام جنتی انسانوں سے حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے افضل ہونے اور سب کا سردار ہونے پر حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نص ہے۔ تو فقیر راقم الحروف کہتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اس حدیث مبارک سے باخبر ہونے کے بعد ہر صاحب عقل سلیم کے نزدیک یہ ناممکن ہے کہ حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مقدس کے خلاف نظریہ اور عقیدہ اپنائیں اور افضلیت علی رضی اللہ عنہ کے قائل ہوں۔ جبکہ انہوں نے افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کا عقیدہ اس حدیث مبارک کی صورت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے اور اپنی اولاد پاک کو بھی تعلیم فرمایا ہے اس لیے کہ یہ حدیث شریف آپ کے بیٹے حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آپ سے ہی سنی اور روایت کی ہے۔

اس حقیقت واقعیہ سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے منکرین نے حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو جو افضلیت علی رضی اللہ عنہ کا قائل قرار دیا ہے وہ سراسر غلط بیانی اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ پر صریح افتراء اور بہتان ہے اور جن عبارات کی بنیاد پر وہ دھاندلی کر رہے ہیں ان شاء اللہ ان کی حقیقی صورتحال واضح کردی جائے گی۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(3) ''عن الشعبی عن علی قال: کنت جالسا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لیس معنا الا اللہ فرأی ابابکر وعمر فقال: هذان سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین لا تخبرهما یا علی۔''

حدیث نمبر 708 (فضائل الصحابة 1/541) اسنادہ حسن۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا ہمارے ساتھ (باعتبار علم وقدرت اور عون ونصر کے) صرف اللہ تعالیٰ کی ذات تھی (یعنی تیسرا کوئی شخص ہمارے پاس نہیں تھا) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا تو فرمایا: تا آخر۔

(4) ''عن الشعبی عن ابی هریرة قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لابی بکر و عمر: هذان سیدا کهول اهل الجنة۔''

حدیث نمبر 200 (فضائل الصحابة 1/231) اسنادہ حسن۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

حضور انور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ارشاد فرمایا: یہ دونوں تمام جنتی مشائخ اور بزرگوں کے سردار ہیں۔''

(سوائے حضرات انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے جیسا کہ دوسری روایات میں تصریح موجود ہے۔)

(5) "عن الشعبی عن ابی هریرة قال: اقبل ابوبکر وعمر فقال النبی ﷺ هذان سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والآخرین الا النبیین و المرسلین۔"

(فضائل الصحابة 1/539) حدیث نمبر 705

اس کے ایک راوی ابراہیم بن عبداللہ بن بشار الواسطی کے بارے میں خطیب بغدادی نے سکوت اختیار کیا ہے جبکہ باقی تمام کے ثقہ ہونے کی ائمہ اعلام نے تصریح کی ہے۔

(6) "عن انس بن مالك قال: كان رسول الله ﷺ جالسا اذ اقبل ابو بکر وعمر فقال رسول الله ﷺ: هذان سیدا کهول اهل الجنة من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین۔"

(فضائل الصحابة 1/182) حدیث نمبر 129

اس کی سند میں محمد بن کثیر کے بارے میں اگرچہ بعض حضرات نے کہا ہے "صدوق کثیر الخطأ"، اور قوی نہیں ہے لیکن امام فن یحیٰی بن معین نے فرمایا: "صدوق ثقة" اور ابن سعد نے فرمایا: کان ثقة ویذکرون انه اختلط فی اواخر عمره۔ یعنی ثقہ ہے اور علماء ذکر کرتے ہیں کہ آخر عمر میں اس کا حافظہ متاثر ہو گیا تھا۔ ابن حبان نے بھی ثقات میں ذکر کیا ہے۔

اور متن حدیث صحیح ہے کیونکہ اسانید صحاح وحسان سے متعدد صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مروی ہے۔

نیز اس متن حدیث کی روایت میں محمد بن کثیر سے کسی طرح کی خطا بھی واقع نہیں ہوئی کیونکہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سند صحیح کے ساتھ بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ یہ حدیث مروی ہے اور اس روایت میں نکارت یا عدم متابعت کی بھی کوئی صورت نہیں ہے۔

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ العزیز نے محمد بن کثیر کے بارے میں دیگر اقوال کے ساتھ درج ذیل اقوال بھی نقل کیے ہیں ملاحظہ کریں۔

"قال ابراهيم بن الجنيد عن ابن معين كان صدوقا و قال عبيد بن محمد الكشوري عن ابن معين ثقة وقال ابو حاتم سمعت الحسن بن الربيع يقول محمد بن كثير اليوم اوثق الناس و ينبغي لمن يطلب الحديث لله تعالى ان يخرج اليه كان يكتب عنه و اسحاق الفزاري حي و كان يعرف بالخير مذ كان و ذكره ابن حبان في الثقات وقال يخطىء و يغرب و قال ابن سعد (الى ان قال) و كان ثقة و يذكرون انه اختلط في اواخر عمره. (تهذيب التهذيب 370/9)

اور اس سند کے دوسرے تمام راوی ثقہ ہیں البتہ قتادۃ بن دعامۃ: حافظ ثقہ ثبت، مدلس ہے۔

(7) حضرت امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

"حدثنا الحسن بن الصباح البزار نا محمد بن كثير عن الاوزاعي عن قتادة عن انس قال قال رسول الله ﷺ لابي بكر و عمر هذان سيدا كهول اهل الجنة من الاولين و الآخرين الا النبيين و المرسلين لا تخبرهما يا علي هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه۔" (جامع الترمذی 207/2)

متن حدیث کا ترجمہ گزر چکا ہے۔اور حضرت امام ترمذی نے اس طریق سے اس حدیث کو حسن غریب قرار دیا ہے۔

(8) ''حدثنا یحیی قثنا ابو حصین بن احمد بن یونس نا ابی، نا مالك بن مغول عن الشعبی قال: اتی رسول اللہ ﷺ بین ابی بکر و عمر فاقبلا آخذا احدھما بید صاحبه فقال: من سرہ ان ینظر الی سیدی کھول اھل الجنة من الاولین والآخرین الا النبیین والمرسلین فلینظر الی ھذین المقبلین،،

حدیث نمبر 710 (فضائل الصحابة 541/1) مرسل صحیح۔

''حضرت عامر شعبی (تابعی) رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضور رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے درمیان مؤاخات قائم فرمادی (انہیں ایک دوسرے کا بھائی بنادیا) پھر وہ دونوں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آرہے تھے اس حال میں کہ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا تو حضور اکرم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس شخص کو حضرات نبیین اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا تمام اولین وآخرین جنتی مشائخ اور بزرگوں کے دوسرداروں کو دیکھنا مسرور کرے تو اسے چاہیے کہ ان دونوں سامنے آنے والوں کو دیکھ لے۔،،

حضرت امام ابوحاتم محمد بن حبان قدس سرہ العزیز متوفی 354ھ رقمطراز ہیں

(9) ''اخبرنا محمد بن اسحاق بن ابراھیم مولی ثقیف حدثنا محمد بن عقیل بن خویلد حدثنا خنیس بن بکر بن خنیس حدثنا مالك بن مغول عن عون بن ابی جحیفة عن ابیه قال: قال رسول اللہ ﷺ: ابوبکر وعمر سیدا

كهول اهل الجنة من الاولين والآخرين الا النبيين والمرسلين۔

حدیث نمبر 6865 (صحیح ابن حبان 25/10) اسنادہ حسن

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) اولین وآخرین تمام جنتی مشائخ اور بزرگوں کے سردار ہیں ماسوائے حضرات نبیین اور مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے۔

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"خنیس بن بکر بن خنیس (الی ان قال) قال صالح بن محمد جزرۃ: ضعیف. انتہی. وذکرہ ابن حبان فی الثقات۔" (لسان المیزان 411/2)

"خنیس بن بکر بن خنیس کے بارے میں امام ذہبی نے فرمایا: کہ صالح بن محمد جزرہ نے کہا: ضعیف ہے (اور ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا) امام ابن حبان نے اسے ثقات میں ذکر کیا ہے۔"

یعنی خود امام ابن حبان قدس سرہ العزیز کی تحقیق یہ ہے کہ خنیس بن بکر ثقہ ہے جبکہ باقی تمام راویوں کے ثقہ ہونے میں دوسری کوئی رائے نہیں ہے اس لئے کہ ان کی ثقاہت پر ائمہ اعلام کی تصریحات بکثرت موجود ہیں۔

## نتیجہ کلام:

بحمد اللہ تعالیٰ حضرت علی مرتضیٰ، حضرت ابوہریرہ، حضرت انس بن مالک، حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہم کی روایات ہی کے پیش نظر یہ حدیث مشہور ہے جبکہ حضرت شعبی تابعی کی مرسل صحیح کے بارے میں جہاں یہ احتمال ہے کہ انہیں صحابہ کرام میں سے کسی کی روایت سے ہو وہاں یہ بھی امکان ہے کہ کسی دوسرے صحابی کی روایت

سے ہو اور ائمہ اعلام کی تصریح کے مطابق دوسرے متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی یہ حدیث مروی ہے لہٰذا بلا شک وشبہ یہ حدیث مشہور ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ اس حدیث مبارک میں اس حقیقت کو بیان فرمایا گیا ہے کہ حضرات انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ماسوا تمام اولین وآخرین جنتی مشائخ اور بزرگوں اور جوانوں کے سردار حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما ہیں۔اگرچہ اکثر روایات میں شباب کا لفظ مذکور نہیں ہے لیکن جوانوں پر سرداری ایک بدیہی امر ہے۔ کیونکہ جو نفوس قدسیہ مشائخ اور بزرگوں کے بھی سردار ہیں وہ جوانوں کے بدرجہ اولیٰ سردار ہیں۔جبکہ بعض روایات میں "شبابھا" کی صراحت بھی ہے۔جیسا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں آپ ملاحظہ کر چکے ہیں۔

اور یہ بات بھی کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ کوئی ولی، اہل بیت سے ہو یا غیر اہل بیت سے، جتنے بھی عظیم مقام پر فائز ہو جائے وہ حضرات انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ماسوا ہی میں شامل ہے اور جب ماسوائے انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام تمام اولین وآخرین جنتی مشائخ اور جوانوں کے سردار حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما ہیں۔تو اس صورت میں حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما سے کسی کا افضل ہونا تو در کناران کے برابر بھی کوئی نہیں ہوسکتا۔

اور جو افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کا منکر ہے اور افضلیت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ رکھتا ہے، وہ درحقیقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلا رہا ہے اور آپ کے ارشادات عالیہ کا منکر ہے۔وہ اتباع رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوڑ کر خواہش نفس کی پیروی

میں معروف ہے۔ افتراء پردازی اور بہتان تراشی میں لگا ہوا ہے اسی لیے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اس کی سزا مفتری والی حد مقرر کی ہے۔

لہٰذا افضلیت علی رضی اللہ عنہ کے قائلین سے گزارش ہے کہ ضد چھوڑ دیں اس لیے کہ یہ عظمتِ اہل بیت کا تحفظ نہیں ہے بلکہ اکابر اہل بیت کرام کے ساتھ محاذ آرائی ہے اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے آگے سینہ زوری ہے جو ایمانی تقاضا کے بالکل منافی ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی جھٹلانا ہے۔

اللّٰھم اھدنا الصراط المستقیم

اگر کوئی شخص عقل سلیم کی نعمت سے محروم نہیں ہے اور تعصب اور عناد کے مرض میں مبتلا بھی نہیں ہے تو اس حدیث مشہور پر اطلاع کے بعد افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما اور وہ بھی روحانی مرتبہ ومقام اور عنداللہ تعالیٰ عزت وکرامت اور قرب ووجاہت میں جیسا کہ ''الا النبیین والمرسلین'' کے استثناء سے خوب واضح ہے نہ کہ صرف بحیثیت خلیفہ راشد، تسلیم نہ کرنے کا اس کے لیے کوئی جواز ہی نہیں ہے۔

اور اگر عظمتِ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما جو قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اس کو تسلیم کرنا اور اسے بیان کرنا، خدانخواستہ کسی کے دل پر گراں گزرتا ہے تو اسے یقین کر لینا چاہیے کہ وہ بغض شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے مرض میں مبتلا ہے جو بلا شبہ رافضیت ہے اور افضلیت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ رکھنے والا درحقیقت محب علی نہیں ہے کیونکہ محب علی وہ ہے جو ان کے عقیدہ پر ہے اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ یہ ہے کہ افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما قطعی ہے تو حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہما کو جھٹلانے والا محب علی کیسے ہو سکتا ہے؟ بحمد اللہ تعالیٰ درحقیقت محب علی وہی ہے جو

عقیدہ اہل سنت پر ہے۔

اللّٰھم ثبتنا علی عقائد اھل السنۃ والجماعۃ۔

## ازالہ شبہ نمبر 1:

شبہ: حدیث شریف میں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے حق میں وارد ہے: ان الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ۔

اور حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے حق میں بھی وارد ہے:

ھذان سیدا کھول اھل الجنۃ وشبابھا بعد النبیین والمرسلین۔

حدیث نمبر 141 (فضائل الصحابۃ 1/195)

ان دونوں حدیثوں میں تطبیق وتوفیق کیسے ہوگی؟

نیز جب حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما بجز حضرات انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تمام جنتی مشائخ اور بزرگوں کے ساتھ جنتی جوانوں کے بھی سردار ہیں اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بھی جنتی جوانوں کے سردار ہیں تو حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما پر افضلیت کیسے ثابت ہوئی جبکہ جنتی جوانوں کی سیادت میں چاروں حضرات شریک ہیں؟

## الجواب:

بتوفیق اللہ تعالیٰ اقول:

تطبیق وتوفیق کی ضرورت تب پیش آتی ہے جب تعارض ہو اور اس مقام پر تعارض ہرگز نہیں ہے اس لیے کہ "شباب اہل الجنۃ" سے مراد وہ اہل ایمان ہیں جو

شباب اور جوانی کی عمر میں فوت ہوئے جیسا دوسری حدیث شریف میں "کھول اھل الجنۃ" سے مراد وہ اہل ایمان ہیں جو جوانی کی عمر کے بعد فوت ہوئے، ورنہ جنت میں تو سبھی جوان ہی ہوں گے۔

اب دونوں حدیثوں کا معنی واضح ہے کہ حضرات انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ماسوا جوانی کی عمر میں فوت ہونے والے تمام جنتی انسانوں کے سردار حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما ہیں جبکہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما جوانی کی عمر میں فوت ہونے والوں اور کہولت کی عمر یعنی جوانی کی عمر کے بعد فوت ہونے والوں یعنی تمام جنتی جوانوں اور مشائخ اور بزرگوں کے بھی سردار ہیں۔

اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا وصال مبارک بھی کہولت کی عمر میں ہوا ہے کیونکہ حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی ولادت ۳ ھ ماہ رمضان کے نصف میں ہوئی اور وصال 49 ھ یا 50 ھ یا 51 ھ (دیگر اقوال بھی ہیں) میں ہوا۔

اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت شعبان ۴ ھ میں ہوئی اور شہادت 61 ھ عاشوراء کے دن ہوئی۔

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

"الحسن بن علی بن ابی طالب: (الی ان قال) ولد فی نصف شهر رمضان سنة ثلاث من الهجرة.قاله ابن سعد وابن البرقی وغیر واحد۔"

(الاصابة فی تمییز الصحابة 60/2)

"قال الواقدی :مات سنة تسع واربعین .وقال المدائنی: مات سنة خمسین وقیل سنة احدی وخمسین۔" (الاصابة 65/2)

"الحسین: بن علی بن ابی طالب (الی ان قال) قال الزبیر وغیرہ: ولد فی شعبان سنۃ اربع۔" (الاصابۃ 2/67-68)

"قال الزبیر بن بکار: قتل الحسین یوم عاشوراء سنۃ احدی و ستین، کذا قال الجمھور وشذ من قال غیر ذلک۔" (الاصابۃ 2/72)

شیخ الاسلام ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کی نقل کردہ تاریخ ولادت و وصال حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما سے واضح ہوا کہ حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک وصال کے وقت (45) سال سے متجاوز تھی اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک شہادت کے وقت (56) سال سے بھی متجاوز تھی۔ اور بلاشبہ یہ کہولت کی عمریں ہیں لہٰذا خود حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بھی "کہول اہل الجنۃ" یعنی جنتی مشائخ اور بزرگوں میں شامل ہیں جبکہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما تمام جنتی مشائخ اور بزرگوں کے بھی سردار ہیں۔ لہٰذا بلاشبہ حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بھی سردار ہیں۔

اس مختصر بیان سے واضح ہوا کہ ان احادیث مبارکہ میں کوئی تعارض نہیں ہے اس لیے کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے سردار ہیں اور حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما جنتی جوانوں کے بھی سردار ہیں اور جنتی مشائخ اور بزرگوں حتی کہ حضرات حسنین کریمین اور ان کے والد گرامی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہم کے بھی سردار ہیں

حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی سیادت سے صرف حضرات انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام مستثنیٰ ہیں باقی تمام جنتی انسانوں کے وہ سردار ہیں۔

وللہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ۔

## ازالہ شبہ نمبر 2:

شبہ: اگر حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کا ماسوا حضرات انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تمام جنتی مشائخ اور بزرگوں اور جوانوں کا سردار ہونا ان تمام سے افضل ہونے کی دلیل ہے تو حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا جنتی جوانوں کا سردار ہونا تمام جنتی جوانوں سے افضل ہونے کی دلیل ہونا چاہیے۔

## الجواب:

حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی سیادت اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی سیادت کی علت مختلف ہے اور مطلقاً سیادت کو دلیل افضلیت مطلقہ قرار دینا درست نہیں ہے۔ اس لیے کہ قرآن کریم کی آیت مبارکہ محکمہ:

لَايَسْتَوِىْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ۔ الآیۃ۔

اس امر پر قطعی الدلالت ہے کہ فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کرنے والے اور جہاد وقتال کرنے والے صحابہ کرام کا درجہ ان تمام صحابہ کرام کے درجہ سے اعظم ہے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد فی سبیل اللہ مال خرچ کیا اور قتال و جہاد کیا ہے۔

حتی کہ علامہ ابن عبدالبر اندلسی قدس سرہ العزیز جن کے حوالے تفضیلیہ بکثرت پیش کر رہے ہیں، انہوں نے بھی اس بات کی تصریح کی ہے کہ نظر و تامل اور صحیح اعتبار واثر سے جو امر صحیح ہے اور کتاب وسنت اور اصول مجتمع علیہا کی شہادت سے ثابت ہے وہ یہ ہے کہ حضرات سابقین اولین مہاجرین و انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو

بیعت عقبہ میں حاضر ہوئے پھر بدر اور حدیبیہ میں حاضر ہوئے ہیں وہ حضرات بلاشک وشبہ ان تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں جو ان مواقع اور مشاہد میں حاضری کی سعادت حاصل نہیں کر سکے، ملاحظہ کریں:

قال ابو عمر: والذی عندی فی ھذا الباب مما یصح فی التأمل والنظر وصحیح الاعتبار والاثر مما شھد له الکتاب والسنة والاصول المجتمع علیھا ان السابقین والاولین من المھاجرین والانصار ممن شھد العقبة ثم شھد بدرا والحدیبیة افضل من کل من لم یدرك تلك المشاھد ولم یشھدھا۔ (الی ان قال) وحسبك بقول الله عزوجل: لَا يَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا۔

(الاستذکار 14/ 236-238)

علامہ ابن عبدالبر قدس سرہ العزیز نے مذکور موقف پر دلائل کا اجمالی بیان کرنے کے بعد آخر میں بطور خاص سورۂ حدید کی آیہ مبارکہ: لَا يَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ. الآية. کو کافی قرار دیا کیونکہ یہ آیۂ مبارکہ اس امر پر قطعی الدلالت ہے لہٰذا اس کے بعد اس مسئلہ پر کسی دلیل کی حاجت اور ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ وللہ الحمد

اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما بلاشبہ لاکھوں کروڑوں جنتی جوانوں بلکہ مشائخ اور بزرگوں سے بھی افضل ہیں اور تمام جنتی جوانوں پر ان کی سیادت بھی ایک فضیلت جزئیہ ہے جو انہیں ماسوا حضرات انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تمام جنتی جوانوں پر حاصل ہے۔ لیکن جہاں تک افضلیت مطلقہ کا تعلق ہے جو

موضوعِ بحث اور محلِ کلام ہے تو گزارش یہ ہے کہ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی جنتی جوانوں پر سیادت والی حدیث کا ایسا مفہوم و معنی بیان کرنا جو اس آیت قرآنی قطعی الدلالت اور دیگر نصوص کے بھی خلاف ہو وہ کسی طرح قابل تسلیم نہیں ہو سکتا۔

اور حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی تمام جنتی جوانوں پر افضلیت مطلقہ تسلیم کرنے سے فتح مکہ سے پہلے فی سبیل اللہ مال خرچ کرنے اور جہاد و قتال کرنے والے پھر جوانی ہی میں وفات پانے والے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بھی حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی افضلیت مطلقہ لازم آتی ہے جو اس نص قرآنی قطعی الدلالت و دیگر نصوص کے خلاف ہے۔

ایسے ہی حضرات انبیاء کرام و مرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام و حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے سوا تمام جنتی جوانوں اور بزرگوں سے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کو افضل قرار دینا اور اس کی وجہ یہ بتانا کہ جنت میں سبھی جوان ہی ہوں گے لہٰذا سب سے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما افضل ہیں البتہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اپنی افضلیت کے دلائل کی وجہ سے مستثنٰی ہوں گے، تو یہ نظریہ بھی سورۂ حدید کی آیت مذکورہ و دیگر نصوص کے خلاف ہے۔

نیز مذہب مہذب اہل سنت کی کتب عقائد میں حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں ترتیب افضلیت جو بیان کی گئی ہے وہ بھی اس حقیقت پر واضح دلیل ہے کہ ان تمام علماء اہل سنت کے نزدیک حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کی سیادت مذکورہ کا یہ معنی نہیں ہے کہ عند اللہ تعالیٰ عزت و کرامت اور قرب و وجاہت میں

وہ سب سے افضل واعلیٰ ہیں اور ان کا درجہ سب سے اعظم ہے۔اور حضرات علماء اعلام وائمہ کرام یہ معنی کیسے مراد لے سکتے ہیں جبکہ یہ آیت مذکورہ ودیگر نصوص کے خلاف ہے؟

جبکہ اس کے برعکس حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی سیادت مذکورہ کو دلیل افضلیت قرار دینا سورۂ حدید کی آیت مذکورہ :لَایَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ . الآیۃ. و دیگر نصوص کے عین مطابق ہے۔کیونکہ ائمہ اعلام نے ان نصوص سے حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی افضلیت مطلقہ ثابت کی ہے۔ملاحظہ فرمائیں:

حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز رقمطراز ہیں:

سورۂ حدید کی دسویں آیت: لَایَسْتَوِیْ مِنْکُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَقٰتَلُوْا ؕ وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ۠ ﴿۱۰﴾ کا بیان پہلے آچکا ہے (ت) اس مقام پر شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شیخین رضی اللہ عنہما کی افضلیت اس جماعت پر جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے منطوق آیت سے ثابت ہے اور جماعت متقدمہ پر بمفہوم موافق یعنی جماعت متقدمہ میں سے جس کا انفاق وقتال مقدم ہوگا وہ سب سے افضل ہوگا اور شیخین رضی اللہ عنہما کا انفاق اور قتال احادیث صحیحہ سے مقدم ثابت ہے۔لہٰذا خلافت ان کی خلافت راشدہ وخاصہ ٹھہری جس میں خلیفہ کا افضل ہونا ضروری سمجھا گیا ہے۔ (تصفیہ مابین سنی وشیعہ، ص23) وللہ الحمد

## حدیث نمبر 7:

"عن حذیفة (رضی اللہ عنہ) قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا ادری ما بقائی فیکم فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔"

(رواہ الترمذی، مشکوٰۃ، ص 560۔ فضائل الصحابۃ 1/406)

اسنادہ صحیح والنظم من الاول۔

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
بیشک میں (اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطلاع کے بغیر) نہیں جانتا کہ میری کتنی (دنیوی) زندگی تم میں (باقی) ہے پس ان دونوں کی اقتداء کرو جو میرے بعد ہیں ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) کی۔" (ترمذی)

یہ حدیث صحیح بھی افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کی روشن دلیل ہے اس لیے کہ فاقتدوا کا خطاب اہل بیت اور غیر اہل بیت تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو ہے کہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو اپنا مقتدا بنالو۔

جبکہ یہ بات دین متین کا ادنیٰ خادم بھی قطعی اور یقینی طور پر جانتا ہے افضل کو حکم دینا کہ مفضول (کم فضیلت والے) کو اپنا مقتدا بنائے، خلاف حکمت اور بلاشبہ غیر مناسب بلکہ غیر معقول بات ہے تو منبع علم و حکمت سے اس کا صدور کیونکر ہو سکتا ہے؟ لہذا یہ تسلیم کرنا لازم اور ضروری ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کے افضل ہونے کی وجہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی اقتداء کرنے کا سب کو امر فرمایا ہے۔ وللہ الحمد

## حدیث نمبر 8:

"عن ابی سعید الخدری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "مامن نبی الا و لہ وزیران من اھل السماء و وزیران من اھل الارض .فاما وزیرای من اھل السماء فجبرئیل ومیکائیل واما وزیرای من اھل الارض فابوبکر و عمر. ھذا حدیث حسن غریب۔"

(جامع الترمذی 209/1)

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
ہر نبی کے دو وزیر آسمان والوں سے ہیں اور دو وزیر زمین والوں سے ہیں پس میرے دو وزیر آسمان والوں سے تو حضرت جبرئیل و حضرت میکائیل علیہما السلام ہیں اور زمین والوں سے میرے دو وزیر ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہما) ہیں۔

امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔" (ترمذی)

یہ حدیث شریف بھی اس حقیقت پر روشن دلیل ہے کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر و حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر فضیلت اور برتری اور کرامت و وجاہت حاصل ہے کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زمینی سلطنت میں انہیں اپنا وزیر فرمایا ہے اور یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ سلطان کے وزراء اعظم کو باقی تمام رعایا پر فضیلت اور فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ نیز جب آسمانی سلطنتِ مصطفیٰ میں حضور کے دونوں وزیر حضرت جبرئیل و میکائیل علیہما السلام تمام ملائکہ سے افضل ہیں تو لامحالہ زمینی سلطنتِ مصطفیٰ میں آپ کے دونوں وزیر حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما تمام صحابہ کرام سے افضل ہیں

## حدیث نمبر 9:

"عن عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) قال: خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فقال: "انی رایت آنفا کأنی اتیت بالمقالید والموازین، فاما المقالید فهی المفاتیح واما الموازین فهی موازینکم هذه، فرأیت کانی وضعت فی کِفة المیزان ووضعت امتی فی کِفة فرجحت بهم ثم وضع ابوبکر و وضعت امتی فرجح بهم ثم وضع عمر و وضعت امتی فرجح المیزان بهم ثم وضع عثمان و وضعت امتی فرجح المیزان ثم رفع۔"

(فضائل الصحابة 254/1) اسنادہ صحیح واخرجه احمد فی المسند۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم پر جلوہ افروز ہوئے پھر آپ نے فرمایا:

بیشک میں نے ابھی دیکھا ہے گویا کہ مجھے مقالید اور موازین دی گئی ہیں۔ مقالید تو یہ چابیاں ہیں اور موازین، تو وہ تمہارے یہی ترازو ہیں۔ پھر میں نے دیکھا گویا کہ میں ترازو کے (ایک) پلڑے میں رکھا گیا ہوں اور میری امت (دوسرے) پلڑے میں رکھ دی گئی (پھر وزن کیا گیا) تو میں ان پر بھاری ہو گیا۔ پھر ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ایک پلڑے میں رکھے گئے اور (ان کے سوا) میری (تمام) امت دوسرے پلڑے میں رکھی گئی تو ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ان پر بھاری ہو گئے۔ پھر عمر (رضی اللہ عنہ) ایک پلڑے میں رکھے گئے اور (باقی تمام) میری امت دوسرے پلڑے میں رکھی گئی تو (عمر رضی اللہ عنہ والا) ترازو (کا پلڑا) باقی تمام امت (والے پلڑے) پر بھاری ہو گیا۔ پھر عثمان (رضی اللہ عنہ) ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے گئے اور (باقی تمام) میری امت دوسرے پلڑے

میں رکھی گئی تو (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ والا) ترازو (کا پلڑا بھاری ہونے کی وجہ سے) جھک گیا، پھر ترازو اُٹھالیا گیا۔،، (فضائل الصحابۃ)

''اخرج مردویه عن ابن عمر خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ذات غداة بعد طلوع الشمس قال رأیت قبل الفجر کأنی اعطیت المقالید والموازین۔ الحدیث۔،،(ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء، ج1ص28)

یہ حدیث صحیح صرف افضلیت شیخین کریمین رضی اللہ عنہما پر ہی نہیں بلکہ بالترتیب افضلیت خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی روشن دلیل ہے۔

اس حدیث شریف میں ایسا واضح اور لطیف بیان ہے کہ اس کے بعد مسئلہ افضلیت میں کسی منصف کے لیے تذبذب یا انکار کی گنجائش ہی نہیں ہے۔

اس حدیث مبارک میں صراحت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اپنی امت کے ساتھ وزن کیے جانے اور تمام امت سے بھاری ثابت ہونے کے بعد تمام امت مرحومہ میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ترازو کے ایک پلڑے میں اور بقیہ تمام امت کو دوسرے پلڑے میں رکھ کر وزن کیا گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھاری نکلے۔ پھر باقی تمام امت محمدیہ میں سے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ایک پلڑے میں اور دوسری ساری اُمت کو دوسرے پلڑے میں رکھ کر وزن کیا گیا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھاری نکلے۔ پھر باقی تمام اُمت مسلمہ میں سے حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کو ایک پلڑے میں اور باقی تمام امت کو دوسرے پلڑے میں رکھ کر وزن کیا گیا تو حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ بھاری نکلے۔

جبکہ صاحب عقل وخرد ہر شخص بخوبی سمجھ رہا ہے کہ یہ وزن جسم کا نہیں تھا

کیونکہ ان نفوس قدسیہ کے اجسام مقدسہ کا بقیہ ساری امت کے جسموں سے بھاری ہونا بداہتہً باطل اور غیر معقول امر ہے۔تو لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ وزن ان کے روحانی مرتبہ ومقام کے اعتبار سے کیا گیا تھا جس سے اس حقیقت کو واضح کر دیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل الامت علی الاطلاق ہیں۔اور انکے بعد دوسرے درجہ پر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور تیسرے درجہ پر حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں۔

وللہ الحمد

**ازالۂ شبہ:**

بعض اہل علم نے کہا ہے کہ اس حدیث میں خلافتِ نبوت کی طرف اشارہ ہے۔فقیر راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ یہ امر بھی ان نفوس قدسیہ کی افضلیت ہی ثابت کرتا ہے۔اس لیے کہ حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا باقی تمام امت کے ساتھ وزن کیا جانا اور امت سے ان کا بھاری ثابت ہونا اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ خلافتِ نبوت میں خلیفہ، اُمت میں سب سے افضل ہوتا ہے۔اس لیے کہ قدرتی ترازو میں وزن میں رجحان، عنداللہ افضلیت پر دلالت کرتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس طرز کی دوسری احادیث مبارکہ میں وزن میں غالب اور راجح کی، عنداللہ افضلیت، اہل علم کے نزدیک ایک حقیقت مسلمہ ہے۔جیسا کہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث تقریری میں آسمان سے اترنے والے ترازو سے وزن کئے جانے میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور ان کا حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اور ان کا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے بھاری

ثابت ہونا بیان کیا گیا ہے، جس پر حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"خلافة نبوة ثم یؤتی اللہ الملک من یشاء۔"

(رواہ الترمذی وابو داؤد. مشکوٰۃ 560)

"یہ خلافتِ نبوت ہے پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے گا ملک دے گا۔"

تو علمائے حق میں سے کسی کو اس امر میں اختلاف نہیں ہو سکتا کہ حدیث مذکور میں وزن میں غلبہ اور رجحان، عند اللہ تعالیٰ افضلیت کی دلیل بھی ہے اس لیے، اس حدیث میں جہاں خلافتِ نبوت کا بیان ہے تو افضلیت میں ترتیب کا بھی بیان ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ عنہ سے افضل ہیں اور تینوں نفوسِ قدسیہ رسول اللہ ﷺ کے خلفاء ہیں۔

اسی طرح حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث کہ حضور نبی کریم ﷺ کا اپنی امت کے ساتھ وزن کیا گیا پہلے ایک شخص کے ساتھ، پھر دس، پھر سو، پھر ہزار کے ساتھ، پھر ایک فرشتے نے دوسرے سے کہا:

"لو وزنته بامته لرجحها"

"اگر آپ ان کی ساری امت کے ساتھ بھی ان کا وزن کریں تو یقیناً وہ تمام امت پر غالب اور بھاری ہوں گے۔ (دارمی)

اس حدیث شریف میں، حضور نبی کریم ﷺ کا وزن کیے جانے کی صورت میں تمام امت سے بھاری ہونا، بلاشبہ روحانی مرتبہ اور مقام کے اعتبار سے

امت پر آپ ﷺ کی عند اللہ تعالیٰ افضلیت کا اظہار اور روشن بیان ہے۔ بلکہ اسی مقالید اور موازین والی حدیث میں جب حضور نبی کریم ﷺ کا وزن میں اپنی تمام امت سے بھاری ہونا، تمام علمائے حق کے نزدیک، روحانی مرتبہ ومقام اور عند اللہ تعالیٰ عزت وکرامت اور وجاہت میں آپ ﷺ کے تمام امت سے افضل ہونے کی روشن دلیل ہے، تو بلاشبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا باقی تمام امت سے بھاری ہونا، پھر بالترتیب حضرت عمر فاروق اعظم اور حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہما کا باقی تمام امت سے بھاری ہونا بھی، روحانی مرتبہ ومقام کے اعتبار سے بالترتیب ان کے عند اللہ تعالیٰ افضل الامت ہونے کی دلیل ہے۔ وللہ الحمد

فقیر راقم الحروف عرض کرتا ہے: اگر یہی مضمون (بقیہ تمام امت سے وزن میں بھاری ہونا) کسی حدیث صحیح میں حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں وارد ہوتا تو تفضیلیہ ہی بتائیں کہ ان کے نزدیک ایسے ارشاد نبوی سے نبی کریم ﷺ کا مقصود ومدعیٰ کیا ہوتا؟

فقیر راقم الحروف پورے وثوق کے ساتھ کہتا ہے کہ تفضیلیہ آسمان وزمین ملا دیتے کہ دیکھو اس سے بڑھ کر افضلیت کا روشن بیان اور کیا ہوسکتا ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ترازو کے ایک پلڑے میں اور باقی تمام امت دوسرے پلڑے میں رکھی گئی اور وزن کیا گیا تو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھاری نکلے، تو یہ مسئلہ افضلیت میں نصِ صریح سے بھی ابلغ ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ افضل الامت ہیں؟ تو فقیر کی طرف سے گزارش یہ ہے کہ پھر حضرات خلفاء ثلاثہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں اسی انصاف اور حق گوئی کا مظاہرہ کیوں نہیں کیا جارہا؟ اور ان کو بالترتیب افضل الامت تسلیم کرنے

سے کیا مانع ہے؟

اللّٰھم ارنا الحق حقا و ارزقنا اتباعه و ارنا الباطل باطلا و ارزقنا اجتنابه۔

## حدیث نمبر 10:

"عن ابن عباس قال انی لواقف فی قوم فدعوا اللہ لعمر بن الخطاب وقد وضع علی سریرہ اذا رجل من خلفی قد وضع مرفقه علی منکبی یقول یرحمك اللہ ان کنت لارجو ان یجعلك اللہ مع صاحبیك لانی کثیرا ما کنت اسمع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یقول کنت وابوبکر و عمر و فعلت و ابوبکر و عمر و انطلقت و ابوبکر و عمر وان کنت لارجو ان یجعلك اللہ معھما فالتفت فاذا علی بن ابی طالب۔"

(صحیح البخاری، 519/1، صحیح مسلم، 274/2) والنظم من الاول۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

بیشک میں ان لوگوں میں کھڑا تھا جو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے اس حال میں کہ ان کا جنازہ رکھا ہوا تھا۔ اچانک ایک شخص آ کر میرے پیچھے کھڑا ہو گیا (اور) اُس نے اپنی کہنی میرے کندھے پر رکھی اور کہنے لگا اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے بیشک میں یہی امید کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے دونوں ساتھیوں (حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے ساتھ رکھے گا اس لیے کہ بیشک میں بہت مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنتا رہا ہوں، آپ فرماتے: (فلاں مقام پر) میں تھا اور ابوبکر اور عمر، اور میں نے (یہ) کیا اور ابوبکر اور عمر نے، اور میں چلا

اور ابوبکر اور عمر (رضی اللہ عنہما یعنی دونوں حضرات کو حضور نبی کریم ﷺ اپنے ساتھ رکھتے) اور بیشک میں ضرور یہی امید رکھتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں ان دونوں حضرات کے ساتھ رکھے گا (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا) پھر میں نے پیچھے کی طرف نگاہ پھیری تو وہ شخص حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔''

حدیث مذکور سے وجہ استدلال یہ ہے کہ اس حدیث مبارک سے خوب واضح ہے کہ دربار رسالت میں جو قرب ومنزلت اور عزت وکرامت اور وجاہت حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کو حاصل ہے وہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کسی کو بھی میسر نہیں ہے۔

جب حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما تمام صحابہ کرام میں سے معزز ومحترم اور افضل واعلیٰ ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بھی وہی سب سے زیادہ عزت وکرامت اور فضل وکمال والے ہیں کیونکہ یہ امر ہرگز قابل تسلیم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو شخص زیادہ عزت و کرامت اور قرب ومنزلت کے مقام پر فائز ہو، حضور نبی کریم ﷺ اسے سب پر ترجیح نہ دیں بلکہ مفضول شخص کو اپنی بارگاہ میں زیادہ عزت وکرامت اور وجاہت بخشیں۔ وللہ الحمد فی الاولی والآخرۃ۔

بخاری شریف کی دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں:

''فترحم علی عمر. وقال: ما خلفت احدا احب الی ان القی اللہ بمثل عمله منك. وایم اللہ ان کنت لاظن ان یجعلك اللہ مع صاحبیك الحدیث۔''

حدیث نمبر 3485 (صحیح البخاری مع الفتح، 51/7)

"پھر حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دعا کی اور (حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے) کہا: تم نے پیچھے ایسا کوئی شخص نہیں چھوڑا جو مجھے تم سے زیادہ محبوب ہو کہ میں اس کے عمل جیسا عمل لے کر اللہ تعالیٰ سے ملوں اور اللہ کی قسم بیشک میں ضرور گمان کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا، تا آخر۔"

شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی قدس سرہ العزیز نے حدیث مذکور کے تحت فرمایا:

وفی هذا الكلام ان عليا كان لا يعتقد ان لاحد عملا فی ذلك الوقت افضل من عمل عمر.

وقد اخرج ابن ابی شيبة ومسدد من طريق جعفر بن محمد عن ابيه عن علی نحو هذا الكلام وسنده صحيح. وهو شاهد جيد لحديث ابن عباس لكون مخرجه عن آل علی رضی الله عنهم - (فتح الباری 60/7)

اور اس کلام میں (یہ حقیقت بیان کی گئی) ہے کہ بیشک حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ اعتقاد نہیں رکھتے تھے کہ اس وقت میں کسی شخص کا عمل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عمل سے افضل ہے۔ (بلکہ صرف اور صرف یہی اعتقاد رکھتے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل سب سے افضل ہے) اور (عظیم محدث) ابن ابی شیبہ اور مسدد نے بطریق امام جعفر صادق عن ابیہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایسا ہی کلام روایت کیا اور اس کی سند (بھی) صحیح ہے اور وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی حدیث مذکور کے لیے جید اور عمدہ شاہد ہے کیونکہ اس کا مخرج آل علی رضی اللہ عنہم سے ہے۔

**نتیجۂ کلام:**

بحمد اللہ تعالیٰ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث مبارک یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مقدس سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں جو قرب و منزلت اور عزت و کرامت اور وجاہت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما کو حاصل تھی وہ کسی کو حاصل نہیں تھی جو کہ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر ان کی افضلیت کی دلیل ہے۔اور موقوف حدیث یعنی حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ارشاد مقدس، جس کے راوی ائمہ اہل بیت حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت امام جعفر صادق و حضرت امام محمد بن علی المعروف بالباقر رضی اللہ عنہم جیسی شخصیات ہیں، سے واضح ہوا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اعمال مبارکہ جیسے اعمال حسنہ لے کر دربار الٰہی میں حاضر ہونے کی تمنا اور آرزو کرتے تھے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل سمجھتے تھے۔ و للہ الحمد

## حدیث نمبر 11:

”عن عائشة (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) قالت....رجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من البقیع ...ثم قال:ان عبدا من عباد اللہ خیرہ اللہ بین الدنیا و بین ما عندہ فاختار ما عند اللہ قال: ففھمھا ابوبکر فبکی و عرف ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ یرید. قال:علی رسلك یاابابکر. انظروا فی المسجد ھذہ الابواب اللاصقة فسدوھا الا ما کان من بیت ابی بکر فانی لااعلم احدا کان افضل عندی فی الصحبة منہ۔

رواہ ابو یعلی و رجالہ ثقات“ (مجمع الزوائد 23/9)

''حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال مبارک کے قریب ایام کے احوال کے بیان میں مروی ہے (تا) پھر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ کے بندوں سے ایک بندہ، اسے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے دنیا اور اس کے درمیان جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے تو اس نے اس کو اختیار کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہے۔ (راوی نے کہا) حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد مقدس کو صرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سمجھا پس رونے لگے اور وہ اس حقیقت کو پہچان گئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ہی ذات اقدس مراد لے رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر آہستہ اور باوقار ہو (پھر حاضرین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کو فرمایا) مسجد میں ان چپکے ہوئے دروازوں کو دیکھو پس انہیں بند کردو مگر وہ دروازہ جو ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے گھر کی طرف سے (کھلتا) ہے (اسے بند نہ کرو) اس لیے کہ بیشک میں نہیں جانتا کسی ایک کو جو میرے نزدیک صحبت میں ابوبکر (رضی اللہ عنہ) سے افضل ہے۔

اس حدیث کو امام ابویعلی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔''

بحمد اللہ تعالیٰ اس حدیث مبارک سے واضح ہوا کہ روحانی مرتبہ ومقام میں کسی صحابی اہل بیت یا غیر اہل بیت کا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل یا ان کے برابر ہونا تو درکنار، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صریح ارشاد مقدس کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک صحبت میں بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے برابر کوئی نہیں ہے۔ صحبت میں وہ بشمول اہل بیت تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے افضل ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مقدس،

فانی لا اعلم احدا کان افضل عندی فی الصحبة منه.

بغور ملاحظہ کرلیں۔

والحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و علیہم و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

حدیث نمبر 12:

الامام ابوعبداللہ عبیداللہ بن محمد بن بطۃ الحنبلی المتوفی 387ھ رقمطراز ہیں:

"حدثنا ابو محمد عبید اللہ بن عبدالرحمن بن محمد بن عیسی السکری، قال: حدثنا ابو یعلی زکریا بن یحیی بن خلاد المنقری، قال: حدثنا سلیمان بن داؤد ابو الربیع العتکی، قال: حدثنا جریر بن عبدالحمید عن مغیرۃ عن الشعبی قال: قلت لابن عباس: من اول من اسلم؟ فقال: ابو بکر الصدیق، ثم قال: اما سمعت قول حسان بن ثابت:

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقة۔

فاذکر اخاک ابابکر بما فعلا

خیر البریة اتقاها و اعدلها

بعد النبی و اوفاها بما حملا

الثانی التالی المحمود مشهده

واول الناس منهم صدق الرسلا

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "صدق""

(الابانة، الکتاب الرابع "جزء فی فضائل الصحابة، المجلد الثانی، ص، 487-488)

"حدیث صحیح"

(نوٹ) کتاب کے اس نسخہ میں کتابت کی غلطی سے "بما" حذف ہے فقیر نے دیگر مصادرِ حدیث کے مطابق عبارت درست نقل کردی ہے۔

"جلیل القدر تابعی عامر شعبی قدس سرہ العزیز سے مروی ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: جنہوں نے اسلام قبول کیا ہے ان تمام میں اول اور سابق کون ہے؟

تو انہوں نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پھر فرمایا: کیا تم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول نہیں سنا:

جب تو کسی صاحب وثوق کے غم کو یاد کرے تو (سرِ فہرست) اپنے بھائی ابوبکر کو یاد کر ساتھ اس کے جو انہوں نے کیا (وہ کچھ کہ اس پر سب رشک کرتے ہیں)

وہ ساری مخلوق سے افضل، سب سے زیادہ متقی، سب سے بڑے عادل بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔

اور سب سے زیادہ وفا کرنے والے اس ذمہ داری کو جو انہوں نے اُٹھالی۔

وہ دوسرے ہیں اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے ہیں (یا معنی یہ ہے کہ) ہر معاملہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والے ہیں، قابل ستائش ہے ان کی موجودگی اور وہ ان تمام لوگوں میں سے اول ہیں جنہوں نے رسل کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی تصدیق کی ہے۔

(حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مذکورہ اشعار سننے کے بعد) حضور اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حسان نے سچ

کہا ہے۔''

فقیر راقم الحروف عرض کرتا ہے یہ حدیث مبارک حدیث مرفوع تقریری کا سب سے اعلیٰ قسم ہے اس لیے کہ کوئی بات حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے کہی گئی یا آپ کے روبرو کوئی فعل وعمل کیا گیا اور آپ ﷺ نے اس پر انکار نہ فرمایا تو یہ حدیث قولی یا فعلی مرفوع تقریری کہلائے گی لیکن جس قول وفعل کی حضور نبی کریم ﷺ نے صراحتاً تصویب اور تصدیق فرمادی وہ حدیث مرفوع تقریری کا سب سے اعلیٰ قسم ہوا۔

اگر حضرت حسان رضی اللہ عنہ سے مذکورہ اشعار سن کر حضور نبی کریم ﷺ سکوت اور خاموشی ہی اختیار فرماتے تب بھی یہ اشعار حدیث مرفوع تقریری بن جاتے لیکن یہاں تو حضور نبی کریم ﷺ نے اپنی زبان اقدس سے ''صدق'' فرما کر حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عظمتیں بیان فرمائی ہیں ان سب پر قولاً بھی مہر تصدیق ثبت فرمادی ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ یہ حدیث مبارک زیر بحث افضلیت کے بیان میں حرف آخر ہے اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت مطلقہ میں کسی شخص کو کوئی شبہ بھی باقی نہیں رہنا چاہیے۔ اس میں صراحت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد ''خیر البریۃ'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ذات اقدس ہے۔

اس حدیث میں البریۃ (تمام مخلوق) سے مراد حضور نبی کریم ﷺ اور آپ کی تمام امت ہے۔ اور حدیث شریف کا معنی یہ ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ کے بعد تمام مخلوق یعنی آپ کی تمام امت میں سب سے بہترین اور افضل حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ جو ذات اقدس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں سب سے افضل ہے وہ باقی تمام امتوں سے بھی افضل ہے۔

اور اس حدیث مبارک میں اس بات کی بھی تصریح ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ''اتقی البریۃ'' یعنی تمام امت میں سب سے بڑے متقی بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ جبکہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللہِ اَتْقٰکُمْ الآیۃ۔ (الحجرات)

جب تمام امت میں اتقی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور جو سب سے اتقی (بڑا متقی) ہے وہی عند اللہ تعالیٰ اکرم (سب سے زیادہ عزت وکرامت والا) ہے تو قرآن کریم کے اس ارشاد مقدس اور اس حدیث صحیح سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس امت میں سب سے زیادہ عزت وکرامت والے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ وللہ الحمد

فائدہ: آیہ مبارکہ و سیجنبھا الاتقی الآیۃ میں افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے منکرین نے دھاندلی کی کوشش کی ہے کہ اتقی بمعنی تقی ہے۔

لیکن بفضلہ تعالیٰ افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مثل آفتاب ہے جسے کوئی چھپا نہیں سکتا۔ یہ حدیث صحیح اس پر نص ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ''اتقی البریۃ'' (امت مسلمہ میں سب سے بڑے متقی) ہیں کیونکہ ''اتقاھا'' میں ضمیر مجرور کا مرجع ''البریۃ'' ہے اور اس کی طرف اتقی کی اضافت، نحوی ضابطہ کے مطابق اس پر نص ہے کہ اتقی تفضیلی معنی میں ہے کیونکہ اس جگہ اتقی

بمعنی تقی ہونا ممکن ہی نہیں ہے۔ وللہ الحمد

یہ حدیث صحیح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اعدل البریۃ بعد از نبی کریم ﷺ اور حضرات رسل کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق کرنے والوں میں اول اور سابق ہونے پر بھی نص ہے۔ وللہ الحمد

## حدیث نمبر 13:

امام ابوعبدالرحمن عبداللہ بن امام اہل سنت احمد بن محمد بن حنبل رحمہما اللہ تعالیٰ متوفی 290ھ رقمطراز ہیں:

"حدثنا محمود بن غیلان من اهل مرو .ناحجین بن المثنی نا عبدالعزیز بن الماجشون عن عبید اللہ عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنه قال: کنا نقول علی عهد النبی صلی اللہ علیه وسلم :ابوبکر و عمر و عثمان. و یبلغ ذلك النبی صلی اللہ علیه وسلم فلا ینکرہ علینا۔"

حدیث نمبر 1357 (کتاب السنة 2/576-577 اسنادہ صحیح

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

حضور نبی کریم ﷺ کے عہد مبارک میں ہم (اصحاب رسول کریم ﷺ) کہا کرتے تھے (صحابہ کرام میں سب سے افضل) حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان ہیں (رضی اللہ عنہم) اور ہمارا ان تینوں حضرات کو تمام صحابہ کرام میں سے افضل قرار دینا حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچتا پس آپ ﷺ اس کا ہم پر انکار نہ فرماتے۔ (یعنی حضور نبی کریم ﷺ یہ نہ فرماتے کہ تمہارا ان تینوں حضرات کو تمام صحابہ کرام سے افضل قرار دینا درست نہیں ہے اور نہ ہی یہ فرماتے کہ ایسا نہ کہا کرو)۔"

اوراس حدیث صحیح کی دوسری روایات میں ان تینوں حضرات کی افضلیت، ترتیب کے ساتھ بیان کرنے کی صراحت ہے۔

بفضلہٖ تعالیٰ اس حدیث صحیح سے روز روشن کی طرح واضح ہوا کہ حضرات شیخین کریمین وذوالنورین رضی اللہ عنہم کی یہ ترتیب افضلیت کا عقیدہ، عہد نبوی میں بھی حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا اوراس کی حقانیت پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہر تصویب وتصدیق ثبت فرمائی ہے کیونکہ یہ حدیث صحیح مرفوع تقریری ہے۔

لہٰذا یہ معلوم کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے کہ کتنی تعداد میں صحابہ کرام علیہم الرضوان تھے جو ان تینوں نفوس قدسیہ کی افضلیت بیان کرتے تھے اس لیے کہ جب اس عقیدہ کی حقانیت کی تصدیق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمادی ہے تو اس کے بعد اس مسئلہ میں تذبذب اور اضطراب کی کوئی وجہ ہی نہیں ہے۔

وللہ الحمد فی الاولیٰ والآخرۃ۔